

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳
۱۹۳۱ء
1931
UCKNOW
OUDH PUNCH
सालाना ५
छमाही ३
तिमाही २
M.B. KHAN ARTIST LUCKNOW

چند دینی نظم کتابیں

ان کتابوں کی زبان [illegible] بچوں کے [illegible] قابل [illegible] ہے۔ [illegible] بچوں کے [illegible] قیمت [illegible]
بچوں کے [illegible] کتاب [illegible] قیمت [illegible]
دبستان [illegible] صفحات [illegible] قیمت [illegible]
دلچسپ نظمیں۔ [illegible] قیمت [illegible]
سلیس نظمیں۔ [illegible] قیمت [illegible]
[illegible]
۱۱- [illegible] اودھ پنچ لکھنؤ۔

المشتہر

ناظم انصاری [illegible] بمبئی نمبر ۲

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ نہ ہی [illegible] نہیں ہوتے۔ [illegible] اودھ پنچ [illegible] بلکہ ایک نظم کی طرح قابل [illegible] ہے [illegible]
(۲) قیمت کی زیادتی [illegible] تاریخ [illegible] اصلاحات، اخلاقی و سیاسی [illegible] سال بھر کے [illegible]

(قواعد و ضوابط)

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ ہر حال میں پیشگی لی جاتی ہے۔
(۲) [illegible] مدارس کے [illegible] سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جا سکتی [illegible] سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری [illegible] ہے۔
(۳) طالبان [illegible] سالانہ خریداروں سے قیمت [illegible] سال کے لیے اودھ پنچ [illegible] قیمت [illegible]
(۴) [illegible] ہوتا ہے [illegible] خریداروں کے [illegible] حضرات [illegible] مقصود نہیں ہے لہٰذا [illegible] نہیں ہوتا۔
(۵) [illegible] اودھ پنچ [illegible] کے مطابق [illegible] نہیں ہے۔
(۶) [illegible] خط [illegible] ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید [illegible] صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ [illegible] عجب دلچسپ [illegible] قیمت فی جلد [illegible] علاوہ محصول ڈاک [illegible] آرڈر [illegible]

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مجلدات سالہائے پنچ بابت ۱۹۳۰ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ مجلدات ذخائر علم و ادب و ظرافت و سیاست سے مالا مال ہیں۔ ہر کتب خانے میں ضرور رکھنا چاہئیں۔ ماسوا اس کے دیگر سنین [illegible] کے بھی [illegible] فائل برائے فروخت موجود ہیں [illegible]
اودھ پنچ [illegible] اشتہارات کے [illegible] ہے۔

منیجر

سوراجیہ آپ کے لیے بیکار ہے

اگر آپ بیکار ہیں [illegible] قوت نہیں رکھتے [illegible] کیا کر سکتے ہیں [illegible] استعمال کر کے [illegible] احتلام اور ہر قسم کی کمزوری سے نجات حاصل کریں [illegible]
قیمت فی ڈبیہ [illegible]
[illegible] مفت ملاحظہ فرمائیے۔

وید شاستری جام نگر کاٹھیاواڑ

جلد ... نمبر ۳۴

مضامین

۱۱ ستمبر ۱۹۳۲ء

چھوٹے بینا

"افسانہ"

"جا ہے کہ وہ اپنے بادل سے"

آپ جانے کون سی ہیروئن ہے جو خوبصورت نہیں ہوتی۔ ابھی ہمارا قلم خوبصورت بناتے ہم بھی تھا دیسے۔ بدصورت بنانے پر بھی۔ بات یہ ہے کہ مصور خوبصورت تصویر بنا کے دل والوں سے اچھے دام پاتا ہے تو شاعر کیوں اپنے محبوب مطلوب کو بدصورت ثابت کر کے اپنی حماقت کا اعلام تصنیفوں میں کرے اور پبلشر بننے کو جو عمر ایک چڑیل پر مرتے ہیں۔ نگاہ نقاد نہیں جیسی دوچ ویسے فرشتے" اور افسانہ طرازہ کیوں ناظر افسانہ کو یہ کہنے کا موقع دے "بنا کبھی چڑیل کے عشق کی کہانی بھی کوئی کہانی ہے" یہ ہے دکان داری لہذا سمجھ لیجیے کہ جس طرح سب کے معشوق حسین ہی ہوتے ہیں ہمارے ہیرو ہنسانا کی محبوبہ ویدا بھی پہلے درجے کی خوبصورت۔ آنکھ کٹیلی ستواں ناک جنت کا ناکا۔ رخسار گلستان بہار۔ گردن ہے کہ نہیں لوکی مرغی۔ ہاتھ پاؤں سڈول۔ مچلاسی کمر۔ ٹانگیں گول پیر کا لڑکس میں ناچنے کے قابل۔ غرضیکہ کوئی اٹھارہ برس کی بیٹی جب سے کہ رسمی ہی کا نام نامی پہلوؤں میں رفتہ رفتہ لیا جانے لگا۔ دسی وقت اسکی پیدائش کا تھا۔ سہرا اسکا تھا۔ مگر برج کمال کی تمام علامتیں پائی جاتی تھیں۔ بی بی صبح تو کے انکھیں اور جیب سے آئینہ کا شہر دیکھیں لگی لہذا بالوں میں کنگھی کرو۔ وہ تھیں پھر سوفی تاز مل کے لوازمات کو کچھ نہ کچھ ... پاکر بیٹھ جاتیں

اور ٹھنکتے ہیں سیتیں۔ وابیلین کی مدد سے بالوں کا پف درست کرتیں۔ پھر پیرا کھڑکی تھی اسکے پاس کرسی بچا کے صبح کی بہار دیکھا کرتیں۔ سامنے ایک جوان بست ۲۲ برس سالہ لمبا ... صبح ودھ چوڑا ... ٹانے رہتا تھا۔ اس بیچارے کی نگاہ ضعیف از دیک بین تھی جیسے کوئی شخص بیس قدم کے فاصلے پہ آجائے بیٹھے پہچان نہ سکتا تھا۔ ویدا کا مکان بیس قدم سے زیادہ فاصلے پر تھا سو جب میاں ... کرسی چھنی گو بار بیٹھے پھرنے دیکھنے مگر اسے آنکھیں نگاہ ناک نقشے کے باریک محاسن کے نظارے سے محروم رہتی صورت ہی مسدس ہو جاتی کہ ایک سفید رنگ خوش پوشاک جسم پھر آ جاتا تھا۔ پوری چھلاوا صورت بجلی کا سا انداز کہتی ہے۔ غرض نے آنکھوں کا علاج کرانے پر مجبور کیا۔ ڈاکٹر نے عینک تجویز کی۔ عینک سالے ایک ہفتہ ہی بعد میں عینک بنا دی کہ کرنے کی ہوتی کمائی کا وعدے کے ہم سے مشابہ کالوں کے چکر ہے

اطلاع نامہ بنام مدعا علیان بسبب تعین تاریخ سماعت درخواست زوالہ

(دفعہ ۹ ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۹۲۰ء)

بعدالت جناب ... صاحب بہادر ... بہرائچ

درخواست ... ۱۸ ستمبر ۱۹۳۲ء

... ... مقدمہ ...

بنام ... ساکن ... ...

... ...

... ...

... ...

آج بتاریخ ... ستمبر ۱۹۳۲ء ... مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم مجاز انگریزی

مہر عدالت

رقم ... ۲ بجے ... ٹکٹ

رکھدی گئی نگاہوں کے ساتھ ساتھ جوان ہی بچنے تو سبحان اللہ۔ واہ واہ جس طرف انھوں نے اشارہ کیا اسی طرف ... بچہ ... چل کھڑے چوکر خدانخواستہ آنکھوں میں کوئی ایسی بیماری تھی جو رستگاری کی محتاج ہوتی" مگر یہی ایسی کوئی بات ہے؟ بالقول بدنصیبی کے اسٹر ... کی عمل کی مدد مخصی اور غیر طبعی مشاغل کر۔ بیماری تو نام ہے ان آنکھوں کے رکھا تر چھپا سکے

اب میاں ... گھوم گھار میں بدلنے لگا اگر ویدا کے گال پر کھی بھی بیٹھی تو انھوں نے اسکے پہلو کے نقش و نگار دیکھ لیے۔

ایسے مشاغل جن کے انجام دیے بغیر چارہ نہ تھا پورے کیے جانے وہ بھی کس طرح؟ مثلاً میاں کرسی پر ڈٹے ہوئے سامنے کی کھڑکی سے آنکھیں لڑا رہے ہیں نوکر نے گھنٹی بجائی کہ خاصہ تیار ہے بھوک اٹھے دو چار لقمے سیدھے نوالے پیٹ میں پہنچا دیے پانی کے جگ جگ گھونٹ پیے اور بیسے سے منہ پونچھا ہاتھ میں کتاب اٹھائی اور پھر کھڑکی میں کرسی پر آ کے بیٹھ گئے۔ اب اسوقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہٹے جب تک کیا ہی ضروری کام کوئی اور نہ پیدا ہو جائے۔ صبح ہوئی تو۔ شام ہوئی تو ... ہو گئے۔

— وہ آئی۔ ارے وہ تم لیا! ... کے مجھ پوچھا اس میں تو لیا نہ تھا۔ او بچاگی۔ آپ آئینہ دیکھ کے اپنا منہ بھی بگاڑ رہی ہیں۔ کاش ابھی طرح میرا منہ بگاڑ جائیں۔ لو۔ وہ ... اٹھا کے زمین پھاڑ ڈالا۔ کر دے کی قسمت میری قسمت سے اچھی ہے آج کر ہم کو ... ہوتے تو ... رہتے وہ اپنے ہاتھ سے پھاڑ تیں۔

— خدا کی قسم کتنی چابک دست ہے۔ پیانو کی پٹریوں پہ انگلیاں پھرتی ہیں کہ بجلی کوندتی ہے پیانو او۔ پیانو! اہا کیسی گت۔ کچھ ضرورت ہے کے واسطے اپنا لباس ... تیار دے۔

ان تمام حالات میں ... ویدا بھی معلوم ہوتی تھی۔ ... صاحب کے ہاتھ میں کتاب سینے کیں

مگر اس سامنے کوئی واقعہ نہیں کہ صحیح ہے کہ
غلام بیگم صاحبہ نے چار حرف پڑھ لیے ہیں
کچھ پڑھا بھی تو کچھ ہی بہت بات

دل اسعاف نگاہ کہیں اور

اور یہ نے بھی اکثر یہی دیکھا کہ ایک شخص جو پیلی
عینک کے پیچھے آنکھوں پر چڑھائے مطالعہ کتاب
میں مصروف ہے - اوہ - ہوں کوئی - بہت
دنوں میں کہ ہے یہ معلوم ہوا کہ والد صاحب
جو ہیں دیکھتے ہیں کہ صحیح ان کی طرف توجہ کی فوراً کتاب دیکھنے لگتے ہیں مطالعہ جب کام کاج میں مصروف ہوتی ہوں تو ان کی نگاہیں کتاب میں ہوتی ہیں کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر ... توڑ کے رہ جاتے ہیں -

بیٹھ کے صرف ہو جاتا -
— ادبی — وہاں برابر ہو جاتی ہیں اچھا اچھا آتی ہیں - ... کسی وقت فرصت ملتی ہو گی - مگر ان نہیں
چاہتیں کہ ہیں کہیں اطمینان سے بیٹھیں
دونوں اندر دل ہی دل کے ... سمجھ گئے کہ اب دن پھرے - انہیں بھی کچھ خیال
ہے ہمارا - یہ بھی جھکے اور دل کی طرف دیکھا -

بھولی بھالی ہوں - عاشق ...
... ہیں - بی ... کے مطالعہ کر لے
کی خاص کتاب کرتے ہے ...
... کہہ کے ... کہیں
اب والد کا فرض ہیں ... کوئی بھولی
کتاب اٹھائے اور ... پاس ...
ان حضرت - ہیں ... میاں ...
... چپ ہو گئی - دروازے ... دروازہ ... نہیں ... کا ... دروازہ ... کی خدمت اور ... اور ... بیگم ... کی ...



بیوی ... پیش کردہ ...

— اپنے خوبصورت دوستوں کو جلد حضور میں حاضر کرو۔ دیکھوں تمہاری صحبت میں کیسے کیسے لوگ ہیں۔

— بہ چشم۔

عالم متغیر ہے - پانی ... ہے ... مستقل
ہو کے پانی ہو جاتی ہے - عشق کا ڈھیلا ... بنا
... ہو کے ... کی شکل میں ... تو
پھر آنکھوں کے ڈھیلے کیوں نہ ... آئینہ ... کا
... نہ نکالیں - ... کھانا
کا استعمال ... کی ... عشق !
اب ادھر بھی یہی دستور ... لگی چلی
بناؤ سنگار کے بعد ... ہو کے ہیں

مسکراہٹ ... ہونٹوں پر آئی اور
... کی خدمت پوری کر گئی - سچ ہے
عشق کی ابجد مسکراہٹ سے ہوتی ہے ہنسی
اور ہنسی -
... کبھی گھر سے باہر نکلتی نہ تھی ... آشنائی
بغیر کسی کے گھر میں کیسے جا سکتا - اتفاقاً گرمی
گھر سے باہر نکلی تھی ... کی ...
... نہ ہوتی - ... فضل کا
... کرتی - مگر ... کیسی ہی

ہیں پڑھنی جو صاحب ... ہیں آپ کی کتاب
مجھ سے گر پڑی تھی - اٹھا کے ... ہیں "
— ... اور ... دیکھوں تو کون ہے "
— ... آپ کون صاحب
ہیں ؟
... صاحب ... ہو گئی ...
حاضر ہونے کی ...
... کتاب ... عشق کا
کتاب ... کی ...

چاروں چھینکا "عشق بجائے خود جرم ہے"
ابھی عاشق بھی کہیں آزاد ہوتے ہیں۔
دلفر کے مرحلۂ عشق میں دردنا ہے" حائل
دقّی لگڑا چھینکی کر ساتھ کا رہا ہے"
کیا سنی کر دیا کہ وہ محترم بھی رقیب سا ہے"
کم کر رہے تھے۔

دیکھیے بی دیہاتی عطر میں ڈوبی۔ لباس فاخرہ
سے آراستہ سر پر دو بیٹھیں ہیں۔ آنکھوں کی پتلیاں
مدھکیں" ناچتی اور جھپکتی ہیں۔ نہ جیلے جہاں تک
کا نشانہ بنائے ہوئے ہیں۔ عاشق کا ہاتھ بار بار اسے
کی ٹھنڈی کی پھدکانے والا مصافحہ کرتے ہوئے بے
اضطراب کے ساتھ بڑھتا ہے مگر بڑے میاں کی
غلط نگاہیں عاشق کے چہرے پر گڑی
ہوئی ہیں۔ کسی طرح نہیں ہٹتیں ان کا بڑھاپا
بھی رقیب کا نائب ہے۔ اپنی جگہ سے کھسکنا قرار
کہ مگر کوئی ٹل جائیں تو دل کا ارمان نکلے جی بھی
ان کے جوتے کسی کے عاشق ....
اور کسی ان کے جوتوں کی گرد جھاڑ رہی ہے
کو حصۂ جسم اور جزو بدن کیسے۔ کوئی بھلا کیونکر
بات چیت کرے۔ جھنجھلاتے بولے۔

اس پر طرہ بڑے میاں کی یہ عادت کہ جب تک
بیٹھو ہماری بوڑھی روڑھی باتیں سنتے رہو کیا
مجال ہو کوئی تیسرا مخاطب ہو۔ کبھی بیچارے دلفر
نے کوئی بات کہی تو بڑے میاں ہٹ سے بولے:
"سنو۔ سنو۔"

دلفر نے پھر ٹال کے ویرانے کچھ پوچھا تو پھر
"سنو۔ سنو"

اس کے یہ معنی تھے کہ بات کرنے کے قابل صرف
میری ذات ہے۔ آؤ کچھ نہ پوچھو۔ دلفر کے دل
اور کان میں یہ "سنو۔ سنو" تیر لگاتی تھی۔

اکثر دلفر یہ ترکیب کرتا ہے کہ گرد چھاڑ
کی وجہ سے کھانسنے کی کون چھوڑ جائے" قمر دولیش
بہ جان اور لیکن۔ بات چیت نہیں ہوتی نہ سہی
ایک دوسرے کو قریب سے دیکھ لیتا ہے۔ کمرے میں
بیٹھ کے اشاروں سے مخاطبہ کرنے سے ہی تو کچھ

بہتر ہے۔ دلفر نے گانے بجانے کا تذکرہ چھیڑا۔
— سبحان اللہ۔ شام کو جو گیت آپ نے
گایا تھا کیسا عمدہ تھا۔ محبت میں ڈوبا ہوا۔ درد
سے بھرا ہوا ——— اور وہ قصیدہ تو اپنا
جواب ہی نہیں رکھتا ———
یعنی میں ——— — — —

بڑے میاں: "سنو سنو۔ عطر دین میں نے سنا ہے
کہ آج کل ہنڈی کا بھاؤ بہت گر گیا ہے۔
——— میاں دلفر یہ تو ہنڈی کی مالی
حالت برابر گرتی چلی جاتی ہے وزارت کو بالکل
اس جانب توجہ نہیں۔ عطر و عطر دیکھو ایک
نظر تجارت کی کساد بازاری پر بھی ڈال لے دو۔
غریب دلفر دل میں کہتا "خدا کی مار ہنڈی پر"
میں کیا جانوں ہنڈی کیسی ہوتی ہے۔ میرے دل پر
خود ایک عشق کی ہنڈی موجود ہے۔ آکسی بھاؤ
بھلی۔ چولہے میں جائے مالی حالت۔ میرے
دل کا خزانہ تو محبت سے خالی نہیں۔
یہ دل کی تجارت ہے اس کے نفع کا پوچھنا ہی کیا!
مگر ہوں — درست فرمایا — شاید — غالباً
واقعی۔ جناب صحیح فرماتے ہیں — جی ہاں۔
یہی ہے" کہہ کے پھر ویرانے جواب سوال کا
سلسلہ چھیڑتا۔

— ارے بھائی دیکھو طبیبوں نے اکثر سخت
حملہ شہروں کی آبادی پر کیا اور تم خیال کرو کہ
ابتہ آخیسر کانوں میں تیل ڈالے بیٹھا ہے۔ حفظانِ
صحت کا محکمہ ایسا غافل ہے جیسے اس کا وجود
ہی نہیں — کیا تم بیان کر سکتے ہو کہ انفلوانزا
کیونکر پیدا ہوتا ہے۔

مجھ سے سنو یہ لفظ عربی زبان سے ماخوذ ہے۔
بھیڑ — یعنی ذرا سی — یعنی وہ بال دار جانور
جس کی کھال ہمارے بہت کام آتی ہے۔
سمجھ لو کہ اگر بھیڑ نہ ہو تو ساری دنیا کو پشمینہ
میسر نہ آئے۔ اسکو عربی میں "عنز" کہتے ہیں۔
عنز کے دماغ سے ہمیشہ رطوبت جاری رہتی ہے۔
یعنی وہ دائمی نزلہ میں مبتلا رہتی ہے۔ عنز میں کی

معنی ہے کہتی ہیں "فلاں شخص کا بھیڑ کا منہ ہے"
نتھنوں کے بیٹھنے کسی وقت خشک نہیں ہوتے
چھینکتا رہتا ہے۔

دلفر: جی ہاں — (دل میں) وہ لوگ چھینکتے
ہیں میں آپ پر چھینکتا ہوں۔

بڑے میاں: "نتھنوں کو عربی میں "انف" کہتے
ہیں تو اب ان دونوں لفظوں کو جوڑو۔
دلفر: جوڑے جاری بلا) کیا ہوا؟ "انف العنزہ"
بے شک جب انفلوانزا میں کوئی مبتلا ہوتا ہے تو
وہ صاحب "انف العنز" ہو جاتا ہے۔ عطر دیکھو
ادھر نہ دیکھو میاں صاحبزادے یہ نکات ایک
بڑا ماہر علم اللغۃ بھی تم کو نہیں بتا سکتا انفلوانزا
مشتق ہے "انف العنز" سے۔ ا ۔ ا ۔ ا ۔ ا
زہر خندہ۔ یہ نکات ہیں جن پر جاہل کے
عبور نہیں رکھتے۔ علے ہذا القیاس — ویرا
ذرا سنتے اٹھاتا۔ ہاں بالکل صحیح ہے میرا خیال
طاعون کا بھی مشتق ہے "طعنت الارض" سے۔ یہ
مرض آتش ریح یا حرارت جو آکر بالکل بیکار رہتا ہے"

ابھی بڑے میاں کے افادات ختم نہ ہونے
تھے کہ بجلی کی آ پہنچیں۔ اور بھی
یہی سمجھی کہ غریب دلفر ہی سے مخاطب ہوئیں
ہاں صاحب جانوروں کی جانب رغبت ہونا
ہے؟ — ہاں میرے بچے۔ صاحب بالکل صحیح
فرماتے ہیں ان کے انکشافات کو آج ایک لڑکا
بھی نہیں سمجھتا۔ بھلا جادو کا اثر کا نام کیونکر
رکھا گیا۔ حقیقت میں ایک عورت تھی
تھی اس نے اپنی عمر میں ستر خاوند کیے اور سب
ایک ایک دو دو مہینے کے بعد خدا کو پیارے ہو گئے۔
تم سمجھو تو۔ آخر بیچاری عورت کا اس میں قصور
ہی کیا ہے وہ تو زندگی کا سہارا ڈھونڈتے ڈھونڈتے
مجبور ہے۔ خیر تو میں کیا کہتی تھی۔ ہاں — جب یہ
مرض یورپ میں مشرق سے آیا تو اسی سے ان
کے نام پر اسکا نام رکھ دیا گیا" دیہات میں شروع ہو
سے ہاتھی کر لی ہو اور تم ذرہ سی بیٹی کی بیٹی دیکھ لو
پانی چھپن چھپنا رہا ہے"

ــــ ارے خدا کی مار کلیا پر - بڑے میاں کو؛ اف العنت ــــ بڑی بی کو لعنت بلاؤ کمبخت نے کلیجا نکال دیا - جی ہاں - درست ارشاد ہوا - میں مس ویرا کے گانے کی تعریف کر رہا تھا ــــ"

بڑے میاں - سٹر و سٹو - کام کی باتیں یاد رکھنی چاہئیں جب میری ساٹھ سال کی تھی اور میں جوان تھا - ×-

بڑی بی - بے شک سٹر ولز کسی وقت میں جوان تھے - اور اب بھی ان میں کیا خرابی ہے تھوڑا سا ضعف ہے - یعنی بڑھاپے جا رہا ہے گا -

ہاں ویرا - ویرا ذرا سٹر سے خدا کے لیے کلیا سے ان کا بیاہ ہو - دیکھو وہ پیاز رکھی ہے وہ بھی چھیل کر کے چٹنی میں ڈال دینا میں سٹر ولز سے بات کر رہی ہوں - یہ تو بھول ہی گئی - آلو بھی چھیل ڈالو - دوسرے تو - مردار خدا کرے تو بھی پیاز ہو جائے کہ بغل ادھر ہی رہا۔

بہت دن گزر گئے - حاضر باش ولز ہیں جیکتا رہا - بڑھیا بھی گھر سے نہیں نکلتی - بڈھا بھی کرسی نہیں چھوڑتا - اسے کسی وقت تنہائی نہیں مگر صبر - ویرا کا حکم ہے کہ آنا جانا ترک نہ کرو - بہت خوب - آخر دن پھرے - ایک روز بڑھیا جو شاید تھوڑی دیر کے لیے گھر سے نکلا - نکلا تو - لیکن ایک بلا کر چھوڑ گیا - وہ کون؟ ــــ چھوٹا بیٹا - ویرا کا ہفت سالہ بھائی اور ولز کا کمسن سالا - نہیں ہونے والا سالا - اس عارضی تنہائی اور خلیے میں یہ لونڈا مخل ہوا - آہ کتنے انتظار کے بعد؟ مگر اس کی فرمائشوں نے کسی طرح اطمینان سے بات نہ کرنے دی۔

جیسے بی گول میز کانفرنس اور گاندھی جی کے کورٹ شپ میں مسلم کانفرنس اور خلافتی مسلمان دخل مخل بنے ہوئے ہیں -

فرمائشوں پر فرمائشیں جاری ہیں ــــ

" باجی سر سے نکال دو - یہ تو میری قمیص بھیگی ہے اسے سی دو - میری تھالی لوٹ گئی ہے اسے باندھو ــــ مجھے بھوک بہت لگی ہے ــــ"

میاں ولز اس شغل سے بہت جلے - آہ - سالا کسی طرح تالو سے زبان نہیں لگاتا - ولز صاحب نے دل لگی دل لگی میں صاحبزادہ بلند اقبال کا گیند اٹھایا اور خانہ باغ میں پھینک دیا - "تیر لگنے والے سپاہی بنگلی میں بہ سیر کی تھی (یہ حکایت اودھ پنچ میں مشمولات نعمت خان عالی سے نقل ہو چکی ہے) جب ایک بنیا دہی بنی دلہن کو لے کے سسرال لیے جاتا تھا مس ویرا نے اماں کی کتاب باہر پھینک کے عاشق کو بلا لیا تھا - مسٹر ولز نے گیند پھینک کے لونڈے کو دوڑا دیا -

ــــ لونڈا کمبخت ایک ہی چالاک مفسد - وہ دوڑا گیند اٹھانے - میاں عاشق معشوق نے معانقے کی فرصت پائی ابھی لکھے لام الف (لا) کی شکل اچھی طرح بنے نہ پائی تھی صرف ہونٹ دو سنبھی ہے (ھ) بنے تھے ــــ صدا بلند ہوئی ــــ "ہئت ــــ" پیچھے پھر کے دیکھا تو لونڈے کو ادھر ہی دیکھتا پایا - سر ہا سامنے - (تجھ سے خدا سمجھے) مس ویرا کے ہونٹ کھلے کے کھلے رہ گئے - مسٹر ولز ہکا بکا -

ــــ " ہاں - تم نے ویرا کا منہ چوما - آنے دو ابا جان کو کہوں گا " " آہ آتی پشیمانی تو گول میز کانفرنس کو شروع لگا کے جارہے گاندھی جی کو بھی نہ اٹھانی پڑی ہوگی - غضب - قیامت - آفت -

" لو یہ چونی اسکا ڈور کنکوا منگانا ــــ اور دیکھو یہ اکنی ریچھے تماشے کھانا "

ــــ چونی تو پائی مگر اسی بات پر پیچھے ساتھ کے سنیما دکھلاؤ - ورنہ خبر ــــ کہوں گا - ابا سے ــــ"

ــــ نہیں میاں نہیں - ہم بھی سنیما جائینگے اور تمہیں بھی آج ہی تماشا دکھاؤ نگے "

وقت گزرتے دیر نہیں لگتی - تیرہ ماہ آفت " (یعنی بڑے میاں اور بڑی بی) سیر سے واپس آ گئی پھر کیا آپ کی صورت دیکھتے ہی چلا اٹھا - دیا ــــ آج ولز آدہ ــــ ویرا " دونوں کا شف و شکست گیا ــــ بچوں میں میں مس ویرا نے آنکھ دکھائی جات کٹ گیا سے ولز نے فورا کہا ــــ جی ہاں میں نے منہ چوما چھوٹے بیٹا سے وعدہ کیا ہے سنیما دکھانے کا " خوشامد سے پیچھا چھڑا گئی - ایک چونی اور ہاتھ میں رکھی کہ جب تک سنیما کا وقت آئے تم مٹھائی کھاؤ -

سنیما کے تماشے کی اب صاحبزادے کو لت پڑ گئی " ہاں نہیں چلو گے ابھی کہتا ہوں ابا سے ــــ دیا - ولز نے ــــ ویرا کا ــــ یہ ۔۔۔ !

ویرا نے منہ پر ہاتھ رکھ دیا - ولز نے جھک مار کے تماشا دکھانے کا وعدہ کر لیا - یہ اور تیس ٹکے تھی - اسکے علاوہ اب میاں ولز کو جب تک جیب میں کافی چھوٹے سکے نہ رکھیں یہاں آنا دشوار ہو گیا - ولز صاحب نے خزانچی صاحب کو چیک پر چیک تحریر فرمائے اور دستخط کرتے رقم نکال ہے کہتا ہوں ابا سے ــــ ارے وہ دیکھو آ گئے ابا ــــ"

" نہیں بھائی لو یہ چونی - بس اب تو خوش ہو"

کئی ماہ یونہی امیدواری اور دھوکے سانسوں میں کٹ گئے - آخر باقاعدہ منگنی کی نوبت آئی - درخواست منظور -

دن عید رات شب برات - ولز کو ہر وقت آنے جانے کی اجازت - بڑے میاں اور بڑی بی کی نگرانی موقوف - اب جو صاحبزادہ بلند اقبال یعنی چھوٹے بیٹا یعنی ننھے سالے یعنی لنگوٹیے دشمن نے ایک دن بہن اور بہنوئی کو منہ سے منہ لگائے ایک کرسی سے دوسری کرسی پر شمع عشق اور بیٹھے دیکھا تو گئے ہوش اڑا لئے

" کیوں ویرا - کہہ دوں؟ ابا جان ادھر کو یہ ــــ وہ ــــ لا ــــ منہ چوما رہی ہے "

بڑی بی یا بڑے میاں کے کان صحیح وسالم تھے معلوم نہیں آواز پہنچی یا نہیں لیکن



ملاقاتی دعوت کا گانا

(قیاسی منظر)

وزارت "(انگلستان) آؤ جی ہمارے ڈیرے۔ ایر گلال ملوں گی تیرے"
خلافت "(ترکی) بمبئی کر اسے سویرے سویرے۔ ناہم اپنے نام تیرے"
نیابت "(جمہور ہند) نابک کے ہیں ارے پھیرے۔ کیسے پھنسیں ہم

اور سب ترے۔ اور سب ترے ہا"
چرچلیت "(دل انگلستان) شامت ہے تم سب کو گھیرے"
بغاوت "(ہند) جی کے جاپ نہ ڈالے ڈیرے۔ بہت بنے گی تیرے میرے"

سمن برائے انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ٩٩ / ١٩٣٠ء

بعدالت جناب ... صاحب بہادر ... لکھنؤ

... [illegible] ... مدعی

بنام

... [illegible] ... مدعا علیہ

... تحصیل و ضلع لکھنؤ

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش ... [illegible] ... لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ... ماہ ... ١٩٣٠ء ... بوقت ... بذات خود یا بذریعہ وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے بخوبی واقف ... [illegible] ... عدالت ہذا میں حاضر ہو ... [illegible] ...

... [illegible] ...

اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکورہ تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ... ماہ ... ١٩٣٠ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بزبان انگریزی

مہر عدالت

وقت حاضری دفتر ١٠ بجے سے ٣ بجے تک



اصغر علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ

ٹیلیفون ١٣٩

شاخ: قنوج - حیدرآباد دکن و دہلی

تار کا پتہ ... لکھنؤ

سمن برائے انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ٢٣ / ١٩٣٠ء

بعدالت جناب پنڈت ... صاحب بہادر ... [illegible] ...

... [illegible] ... مدعی

بنام

... [illegible] ... مدعا علیہ

... [illegible] ...

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش ... [illegible] ... لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ ... بذات خود یا بذریعہ وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے ... [illegible] ...

... [illegible] ...

اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکورہ تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ... ماہ ... ١٩٣٠ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بزبان انگریزی

مہر عدالت

وقت حاضری دفتر ١٠ بجے سے ٣ بجے تک

دست عام بزبان ...

سمن واسطے قرارداد امور تنقیح طلب

نمبر مقدمہ

بعدالت جناب حاکم تحصیل صاحب بہادر تحصیل ... ضلع ...

... [illegible] ...

بنام

... [illegible] ...

ہرگاہ مدعی نے ... [illegible] ... لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ ... بذات خود یا بذریعہ وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے بخوبی واقف ہو ... [illegible] ...

... [illegible] ...

تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکورہ تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ... ماہ ستمبر ١٩٣٠ء جاری کیا گیا

دستخط حاکم بزبان انگریزی

مہر عدالت

کوئی اس تخلیہ میں در انداز نہ ہوا۔
ان سے بے تکلف کرنے کے باہر جانے والوں نے دیکھا کہ "چھوٹے میاں" کے کان کسی قدر سُرخ ہیں۔
کیا ہوا؟ میاں کیا ہوا؟ کیوں رو رہے ہو؟
— کچھ نہیں۔ مرے دل ڈرنے دیا کا سُکھ ہوا۔ میں نے ابا جان کو پکارا۔ تو میرے کان مروڑ کر اور کہا:-

"جا جاکے کہہ دے اپنے بابا سے"

چھ ماہ شِق ہر پیار کے بدلے ایک بھولی دھیلا تھا بھی نہیں دی۔ وہ تو جا باجی کو سی جو ماں سے کہہ کے تمام چٹانوں کے دام کوڑی کوڑی نہ وصول کیے تو .... نام نہیں"

ہماری گول میز کانفرنس کے بارے میں بھی اسی طرح نتیجے کا منتظر ہے۔ خدا کرے کسی روز رونڈے (چرچل اینڈ کمپنی) نکل جائیں!-
— وہ کھیلے (آرجان پل) ہے۔ سکتا ہے پڑے سے — ویرا (آزادی وطن) گم ہوا رہی ہے!!!
اور گاندھی کہیں "جا کے کہہ دے اپنے بابا سے"

راقم ___

فلاسفر

پنچ مل خدا - خدا مل پنچ

"وکالت - اطاعت - بطالت"

فی الحال بھی تین موضوع سلطنت ہیں اس لحاظ سے ہمیں اندیشہ ہے کہ گول میز کانفرنس سے دو ایک سال میں بھی کام نہ نکلے گا۔

اول تو زعیم یا نائب ملکی ہندوستان کی قومیت سے ایک گاندھی جی یا دو چار آزاد خیالوں کے سوا اور کوئی ذات نہیں جو لوگ سرکاری زعیم ساز مشین میں ڈھالے گئے ہیں ان میں سے کوئی تو اس قابل ہے کہ گورنمنٹ ہیچے اور بازاروں میں پکارتا پھرے مرسی پانے ہیں بکری کے۔ ول کلیم بھی بکری کی اور تصویر دیکھ کے (کہہ کر کھاتے)

اور کوئی اس قابل ہے کہ گورنمنٹ قبل میں دو ایک تیر ہار مرزنشے۔ گیسوں کی زلف اور ضلعات گھیچ کے کباب والے کی نیچ اور کسی کی جو بکے اور گاڑیے کی قیمتی پوشاک اور روپے یا صدرکی زمیندار بار اور بیرسٹر ہونے سے انسان زعیم یا کسی قوم کا نائب نہیں ہو سکتا۔

حکومت نے چن کے ایسے لوگ بھیجے ہیں جو یا اگر پلیدرے متعصب ہونے کے باعث فرقہ وارانہ مسلک خود غرضی کی بیماری میں مبتلا ہیں یا ایسے ذریبے تو پہچانا ہیں مگر تیز دھنگ سے عاری اور جارحی ذاتی منافع کے عاشق۔ اگر ہمارے سامنے ان کے نام لیے جائیں تو ہم بتا سکتے ہیں کہ ان میں سے کس میں زعیم ہونے کی صلاحیت ہے بدگمانی ہمارا شیوہ نہیں اس لیے ہم بہر حال وقت کی "وکالت" پر مبنی کیجیے۔ اچھا اب فرض کیجیے کہ دوران جلسہ اس کانفرنس میں کسی دل جلے یاروں چلے نے اعتراض کیا:

"ہم تسلیم نہیں کرتے کہ پیکر کمیٹی کانفرنس "نیابت حقہ" سے مرکب ہے" تو کیا ہوگا؟ اعتراض ہے بجائے خود معقول!

تھوڑی سی کشم کشا اور تقریر بازی کے بعد رزولیوشن پیش ہوگا:-

"یہ جلسہ تجویز کرتا ہے (۱) کہ مسٹر ٹلو مرتضیٰ آنریبل سکٹو مسٹر لوکھر یا پنڈت مفسد و پیشاور (اسے تو پہچانا) ڈاکٹر گورسٹ خلیفہ پیٹ الدین سے مرکب ایک کمیٹی بنائی جائے جو رپورٹ پیش کرے کہ آیا پیکر کمیٹی حقیقۃً بلا اگر تیری متعلقات کی پیکر کمیٹی ہے یا نہیں۔ (ب) اس کمیٹی کو اختیار ہوگا کہ شیخ پیر اسید اللہ حاجی لقانی مولوی بکٹس حافظ عبد ل- مولانا عبید و صاحبان کو لالہ جھنڈا دری دھرم مہاراجہ ستیا ناسی پو نواب عبد الخفقان والی بھی کال غیبت شاستر شُن رائے بہادر خوشی جھوٹ گھسیال بھولیا۔ اور دیگر حضرات کو ڑبی کی مشارکت اس امر کے طے کرنے میں ضروری خیال کرے ممبروں میں شامل کرے۔

(ج) چونکہ یہ ایک ضروری مسئلہ ہے لہٰذا ہندوستانی پولیس کو حق دینا چاہیے کہ وہ بھی اپنی رائے ظاہر کرسکے۔ ورنہ مناسب ہوگا کہ چار ماہ تک (کم از کم) ہندوستانی پولیس کو حلف بجائے کوب اچندہی کو سپاہ ایک چھا بنا کے اپنے مخالفت کے عقدے کھولتا رہے۔

اس کے بعد جو مسئلہ پیش ہوگا اس میں اصولی اعتراض کی گنجائش یقینی ہے:-

"یہ ارے صاحب! جب تک یہ طے نہ ہو جائے کہ یہ کانفرنس نمائندہ جماعت ہے کوئی مسئلہ طے نہیں ہو سکتا۔ بالخصوص ہندوستان کا اہم مسئلہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ گاندھی جی کل ہندوستان کے لیڈر ہیں مگر صاحب "اقلیت" کو ان پر بھی اعتبار نہیں۔ رہا جو مسلم کانفرنس سے۔ ہمیں تو ان کے ڈکٹیٹر ہونے میں بھی شک ہے"

اچھا تو جو یہ مسئلہ طے کرنے کے لیے بھی ایک کمیٹی گڑھو کہ آیا جب تک مسئلہ نیابت حقہ طے نہ ہو جائے فروعی مسائل پر پیکر کمیٹی کانفرنس کو بحث کرنے کا حق ہے۔

سمن بنام مدعا علیہ بنابر ظفری اصالتاً بغرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰)

عدالت جج خفیہ بمقام [illegible] ضلع گورکھپور
مقدمہ نمبر ۲۲۲ بابت ۱۹۳۱ء

چندلیسری پانڈے .... مدعی
بنام
تلسی پانڈے .... مدعا علیہ

بنام تلسی پانڈے ولد رگھوبر پانڈے ساکن موضع [illegible] [illegible]

[illegible]

ہرگاہ کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ [illegible] بوقت ۱۰ بجے دن کے عدالت ہذا میں اصالتاً حاضر ہو [illegible] [illegible] حاضری کے [illegible] [illegible] انفصال قطعی مقدمہ کے مقرر کی گئی ہے [illegible] [illegible] [illegible] جاتے ہو [illegible] [illegible] کرنا چاہتے ہو اسی روز پیش کرو۔

آگاہ رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج تاریخ ۱۰ ماہ ستمبر ۱۹۳۱ء جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم مجاز انگریزی

یا نہیں؟ دو دو چوٹیں ہوتی رہیں تو دلچسپی باقی رہے گی اس لیے ہم کو کہتے ہیں کہ عشق حق ہے اور سچی کیفیت ہے۔ وہ کیسے؟ دلیل یہی کہ ہم نے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی توضیح کے وقت کب ہندوستانیوں کے استصواب کی پروا کی تھی پس ہم وعدہ فراموشی کیوں نہ کریں ہم کیوں رضامندی کا انتظار کریں۔ یہ تو دستور کے خلاف ہے۔ گاندھی جی خود بھی اسکے قائل نہیں کہ جو کمیٹی یا گول میز کانفرنس سنٹرل فیڈرل اسٹرکچر کمیٹی نیابت حقہ کی مالک ہے۔ اسکے علاوہ انگلستان کی کنسرویٹو جماعت پکار پکار کے کہہ رہی ہے کہ گاندھی نام ہے باغی کا۔

بہرحال اگر اسی میں تسکین مضمر ہے تو ایک کمیٹی کے ہاتھوں بن جائے گی

کمیٹی در کمیٹی ہے قسمت انڈیا کی سخت پیچ

اگر ان کمیٹیوں میں گڑبڑ ہوئی اور ضرور ہوگی تو کیا ہوگا؟ "اطالت" اور ادقا بہی ہے گھسیٹنے کسالت یعنی کاہلی اور اطالت یعنی بات بڑھانے کا نتیجہ آخری بطالت یعنی بیکاری ہے جس کی تعبیر خجالت یعنی پشیمانی سے بھی ہو سکتی ہے۔ مگر ہم اس قافیہ کو دوسرے مضمون کے لیے بچا رکھا ہے خدا وہ وقت لائے گا تو ادا کیا جائیگا۔

انگریزوں کے طفیل میں ہندوستان کو کس قسم کے اختیارات حاصل ہوں گے؟ اسکی تصویر کسی وعدے میں دکھائی نہیں دیتی اگر یہ معلوم ہو جاتا تو پھر "بطالت" کا الزام عائد ہوتا اور گورنمنٹ اپنے بعض اختیارات سے ہاتھ اٹھانے کی ساری تو اسکی وضاحت کر دیتے مگر بس اسی پر قناعت کرو۔ آگے تمھیں منتظر رہنا چاہیے۔ اگر ہماری سفارت کے دریا میں طوفان آیا تو آئندہ کچھ اور دیکھیے شاید کوئی عقل کا مارا اعتراض کر بیٹھے کہ یہی صاف صاف تو کہا گیا کہ نوآبادیوں کی سی گورنمنٹ ہندوستان میں بھی تصنیف کرنے کا ارادہ ہے۔ اب اور کیا صراحت کرے تو اسکا جواب یہ ہے کہ تشبیہ بھی مہمل ہے اور ناقص بھی۔ اس کل پر تشبیہ تام تو

ایک بچے کی حالت میں بھی ٹھیک نہیں اتر سکتی نوآبادیوں میں انگریز جنگلی ننگے دھڑنگے آباد تھے انگریزوں نے انھیں تعلیم دے کے انسان بنانے کی سعی نہیں کی صرف اُن کے مقبوضات پر تسلط قائم کرکے خود انکی جگہ لے لی۔ ہندوستان پہلے ہی سے متمدن ملک تھا۔ اسکے علم و کمال کی دھاک تھی یہاں کی آبادی کے ساتھ یہ برتاؤ ہو سکا نوآبادیوں میں صرف صاحب لوگ دکھائی دیتے ہیں اور ہندوستانی مزدور اور تاجروں کے علاوہ ہندوستان میں ہندوستانی نظر آتے ہیں صاحب لوگ اگرچہ حاکمانہ حیثیت رکھتے ہیں مگر ہیں کم پھر نوآبادی بجائے خود ایک قوم ہے لیکن ہندوستان میں مختلف قومیں اور مختلف مذاہب ہیں۔ پس ایک ملک کی تشبیہ دوسرے ملک سے نہیں کی جا سکتی اور وجہ شبہ کا سرے سے وجود ہی نہیں۔

"ملک" مشابہ نہیں۔ یہ تو آپ مان لیں گے اب لیجیے "ڈی سی" کے معنے۔ ہم تو "ڈی سی" کے معنی ایک "آزاد حکومت تحت برطانیہ عظمیٰ" یا ایک ایسا قانون جو عام رعایا کی مرضی کے مطابق حکومت کرے" لیتے ہیں۔ اگر یہی ارادہ برطانوی حاکمانہ دعوں کا ہے تو اسکے لیے یا اسے" اور خواہ مخواہ کی دھوم دھام ضروری نہیں۔

کانگریس نے بارہا تصریح کی ہے کہ علامات کا پرستا نہیں بلکہ کسالت اطالت بطالت ہے (خلاصۂ مطالب کانگریس) اس حالت میں تشبیہ ناقص کا اطلاق بھی دشوار معلوم ہوتا ہے کیا وجہ؟ بھی اقلیت و اکثریت پر کشت و خون ہوتا ہے؟ ہم نے تو نہیں سنا۔ ان ہندوستانیوں کو شکایت کرتے اور لوگ نرم جا گئے دیکھا ہے مگر کیا ڈی سی کی وجہ شبہ بھاگنے اور بیگار دینے والی رکاوٹ سے متعلق ہے؟ ایں معاملہ! ہمیں بھولے سے بھی برطانیہ کی جانب ایسی غلطی و غلط کاری کا خیال نہیں۔ اگر بالفرض یہی وجہ شبہ ہے بھی تو کنسرویٹو جماعت رجحان اسی طرف ہے تو یقیناً آئندہ بھی حالت کی پالیسی ان تمام موضوعات پر غالب رہے گی

ہے۔ مسلمانوں کو بھی جدوجہد کا پھل ملتا ہے تو حکومت کیا چیز ہے؟ اسی جانب کی طرف سے اگر کوئی شخص مکمل ملکی کانفرنس میں یہ رزولیوشن پیش کر دے تو سبحان اللہ ہم اسے دلی استقبال کریں اس کانفرنس کی مشہور ریزولیوشن کا ادعا یہ ہے رائے ہے کہ ہندوستان کے بارے میں برطانیہ عظمیٰ ایسی پالیسی اختیار کرے جو کسالت و اطالت و بطالت کے عذاب سے بچے جسے عرف عام میں خجالت کہتے ہیں۔ انگریزوں کا دامن حفاظت کے امان کی ساکھ مضبوط ہو جائے۔ آمین آمین آمین۔

المختصرات

علما کے سامنے تقریر؟

مسلم ویمنز کانفرنس بنارس نے چاہے جو رسالے لکھے ہوں یا نہ لکھے ہوں۔ مگر ایک گتھی آج سلجھ گئی آج تک ہمیں اہل اسلام کی طرف سے علما سے ہدایت کی گئی تھی کہ مسلمان بھی وہ شکل سے سمجھا جائے گا جو دیگر فرق کے ساتھ منسلک ہو جائے۔ یعنی کچھ کہتے ہیں شخص کچھ کوئی کچھ کوئی کچھ۔

ہمارے نزدیک حقیقت موصوفہ ۱۸ ستمبر معلوم ہوا کہ اس جلسے میں رحمت بی بی تقریر کرنا چاہتی تھیں بعض علما نے اعتراض کیا کہ شریعت نے عورت کو علما کے سامنے تقریر کرنے کی اجازت نہیں دی۔ ایک صاحب نے اعتراض قبول نہیں کیا، باقی سب خاموش رہے لیکن اکثر لوگ مدعی عالم تھے اور انکی بابت عالمہ نہیں یا نہیں تھیں ان کو اپنے شوہر کے سامنے بیٹھ چپ شاہ کا روزہ رکھنا پڑا ہوگا۔

اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اگلی مسلمات حضرات رجال کے طبقے میں داخل نہ تھیں۔ الحمدللہ ایسے مخفی نکات ان حضرات کا کشتہ پرور دماغ اخذ کرتا ہے جسے کوئی فلسفی بھی کچھ نہیں سمجھ سکتا۔

مسئلہ اوقاف بمبئی

پہیلی بوجھ لے گئی جب کہ ہے پہ کلوں لبا

بمبئی میں محکمہ خیال ہو گیا ہے کہ جناب سید ناظم

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی ٹھمریاں دھرپدیں کا نقشہ کاغذ پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی ٹھمریاں دھرپدیں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیئے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز اس میں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک ہر حال ذمہ خریدار۔ ملنے کا پتہ: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ